

از عدالت الاعظمیٰ

وولٹاس لمٹیڈ

بنام

اِس ورک من

(پی۔ بی۔ گچیندر گڈکر، کے۔ این۔ وانچو اور کے۔ سی۔ داس گپتا، جسٹسز)

صنعتی تنازعہ۔ اضافی انعام۔ سیاسی فنڈ میں شراکت، اگر مجموعی منافع سے کٹوتی کی جاسکتی ہے۔ غیر معمولی آمدنی۔ سیلز مین اور اپرنٹس کا مجموعی منافع۔ اگر اضافی انعام کے حقدار ہیں۔

اس اپیل میں سوال یہ تھا کہ کیا ٹریبونل کسی سیاسی فنڈ کو ادا کی گئی رقم کی اجازت نہ دینے میں غلط تھا جو اخراجات کی شے کے طور پر جائز تھی اور غیر معمولی آمدنی کے طور پر کچھ رقم کی کٹوتی کے دعوے کی اجازت نہ دینے کے لیے اور کیا سیلز مین اور اپرنٹس بونس کے حقدار تھے۔

یہ مانا گیا کہ اگرچہ قانون یا کمپنی کے قواعد آجر کو سیاسی فنڈز میں عطیات کے طور پر رقم ادا کرنے کی اجازت دیتے ہیں، لیکن فل بینچ فارمولے کی روشنی میں دستیاب سرپلس کا تعین کرتے وقت اس میں کٹوتی کرنا مناسب خرچ نہیں تھا۔

مزید کہا گیا کہ کاروبار کے معمول کے دوران ہونے والے لین دین سے حاصل ہونے والے منافع اور نہ ہی لین دین سے حاصل ہونے والا کمیشن براہ راست غیر ملکی مینیوفیکچررز کے ساتھ داخل ہوتا ہے، جہاں مزدوروں نے سامان کی خدمت کی ہوتی ہے اور دوسرے کام کرتے ہیں جو اس طرح کے کاروبار کو آجر تک پہنچاتے ہیں، کو غیر معمولی آمدنی کے طور پر اجازت دی جاسکتی ہے۔

یہ بھی مانا گیا کہ جن سیلز مینوں کو سیلز پرمکیشن دیا گیا تھا وہ پہلے ہی منصفانہ بنیاد پر کمپنی کے منافع میں حصہ لے چکے تھے اور منافع کے دستیاب سرپلس میں سے انہیں مزید بونس دینے کا کوئی جواز نہیں تھا۔ کہ اپرنٹس نے کمپنی کے منافع میں بمشکل ہی حصہ ڈالا۔ اس طرح وہ کسی بونس کے حقدار نہیں تھے۔

ایسوسی ایٹڈ سیمنٹ کمپنیز لمیٹڈ بنام ان کے کارکنان، (1959) ایس سی آر 925 اور دی ٹاٹا آئل ملز کمپنی لمیٹڈ بنام اس کے ورک مین و دیگران، (1960) 1 ایس سی آر 1، لاگو کئے۔

دیوانی اپیل کا عدالتی فیصلہ : دیوانی اپیل نمبر 153 اور 154 آف 1960۔

1958 کے حوالہ (آئی۔ ٹی) نمبر 212 میں انڈسٹریل ٹریبونل، بمبئی کے 5 فروری 1959 کے ایوارڈ سے خصوصی اجازت کے ذریعے اپیل۔

ایس۔ ڈی۔ ویمدلال، ایس۔ این۔ اینڈلی اور جے۔ بی۔ داداچھی، سی۔ اے نمبر 153/60 میں اپیل کنندہ اور سی۔ اے نمبر 154/60 میں مدعا علیہ کے لیے۔

ایم۔ سی۔ سینٹواڈ، اٹارنی جنرل برائے انڈیا اور جناردن شرما، سی۔ اے نمبر 153/60 میں جواب دہندگان اور سی اے نمبر 154/60 میں اپیل گزاروں کیلئے۔

9 دسمبر 1960 عدالت کا فیصلہ بذریعہ سنایا گیا۔

جسٹس وانچو۔ خصوصی اجازت کے ذریعے ان دونوں اپیلوں میں اٹھایا گیا واحد سوال وولٹاس لمیٹڈ (جسے اس کے بعد اپیل کنندہ کہا جاتا ہے) کی طرف سے مالی سال 57-1956 کے لیے کارکنوں (جنہیں اس کے بعد جواب دہندگان کہا جاتا ہے) کو ادا کیے جانے والے بونس کی مقدار کے بارے میں ہے۔ فریقین کے درمیان تنازعہ کو صنعتی ٹریبونل، بمبئی کے فیصلے کے حوالے کیا گیا۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اپیل کنندہ پہلے ہی متعلقہ سال کے لیے بونس کے طور پر ساڑھے چار ماہ کی بنیادی اجرت ادا کر چکا تھا لیکن جواب دہندگان نے

اسے چھ ماہ کی بنیادی اجرت کی شرح پر فی ملازم کم از کم 250 روپے کے ساتھ دعویٰ کیا۔ ٹریبونل نے اعداد و شمار پر غور کیا اور متعلقہ حساب کتاب کرنے کے بعد اس نتیجے پر پہنچا کہ فل بینچ فارمولے کے مطابق دستیاب سرپلس نے پانچ ماہ کی بنیادی تنخواہ کے برابر بونس کی گرانٹ کو جائز قرار دیا؛ اس لیے اس نے پہلے سے ادا کی گئی رقم کو چھوڑ کر اس رقم کی ادائیگی کا حکم دیا۔ اپیل کنندہ اپنی اپیل میں دعویٰ کرتا ہے کہ ٹریبونل کو اس سے زیادہ کچھ نہیں دینا چاہیے تھا جو اپیل کنندہ پہلے ہی ادا کر چکا تھا؛ دوسری طرف جواب دہندگان نے اپنی اپیل میں دعویٰ کیا ہے کہ انہیں چھ ماہ کا بونس دیا جانا چاہیے تھا۔

ان اصولوں پر جن پر بونس کا حساب لگایا جانا ہے، اس عدالت کی طرف سے ایسوسی ایٹڈ سیمنٹ کمپنیز لمیٹڈ v. میں پہلے ہی فیصلہ کیا جا چکا ہے۔ ان کے کارکنان ((1959) 2 ایس سی آر 923) اور ہمارے غور کے لیے جو واحد سوال پیدا ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ کیا ٹریبونل نے اپنا حساب کتاب کرتے ہوئے ان اصولوں کے مطابق کام کیا ہے۔ یہ ہمیں فریقین کی جانب سے اٹھائے گئے مختلف نکات پر غور کرنے کی طرف لے جاتا ہے تاکہ یہ ظاہر کیا جاسکے کہ ٹریبونل نے ایسوسی ایٹڈ سیمنٹ کمپنیز کیس ((1959) 2 ایس سی آر 923) کے فیصلے کے مطابق تمام تفصیلات پر عمل نہیں کیا تھا۔

ہم سب سے پہلے اپیل کنندہ کی طرف سے اٹھائے گئے نکات لیں گے۔ اٹھایا گیا پہلا نکتہ یہ ہے کہ ٹریبونل نے ایک لاکھ روپے کی رقم کو اخراجات کے طور پر سیاسی فنڈ میں شراکت کے طور پر ادا کرنے کی اجازت نہ دینا غلط تھا۔ اس بات پر زور دیا جاتا ہے کہ یہ اخراجات کی ایک جائز شے ہے اور اس لیے ٹریبونل کو مجموعی منافع تک پہنچنے میں اسے دوبارہ شامل نہیں کرنا چاہیے تھا۔ ہماری رائے ہے کہ ٹریبونل اس رقم کو اخراجات کے طور پر اجازت نہ دینے میں درست تھا۔ درحقیقت یہ ادائیگی آجر کی طرف سے خیراتی طور پر دی گئی کسی بھی رقم سے مختلف نہیں ہے، اور اگرچہ اس طرح کی ادائیگی کو اس لحاظ سے جائز قرار دیا جاسکتا ہے کہ یہ کسی کمپنی کے آرٹیکلز آف ایسوسی ایشن کے خلاف نہیں ہو سکتا ہے، اس کے باوجود یہ ایک ایسا خرچ ہے جسے کمپنی کے کاروبار کے لیے خرچ کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ اس کے علاوہ، اگرچہ اس خاص معاملے میں معاملے کے حالات کو مدنظر رکھتے ہوئے عطیہ زیادہ نہیں تھا، یہ ممکن ہے کہ جائز عطیات تمام تناسب سے باہر ہوں اور اس طرح دستیاب سرپلس کو کم کیا جاسکے جس سے کم تنخواہ والے کارکن بونس کے حقدار ہیں۔ لہذا ہماری رائے ہے کہ اگرچہ کمپنی کا قانون یا قواعد اپیل کنندہ کو سیاسی فنڈز میں عطیات کے طور پر ایسی رقم ادا

کرنے کی اجازت دے سکتے ہیں، لیکن فل بیچ فارمولے کی روشنی میں دستیاب اضافی رقم کا تعین کرتے وقت یہ کٹوتی کا مناسب خرچ نہیں ہے۔ اس لیے اس نکتے پر ٹریبونل کے فیصلے کو برقرار رکھا جانا چاہیے۔

اپیل کنندہ کا دوسرا تنازعہ اس کی کٹوتی سے متعلق ہے جسے وہ غیر معمولی آمدنی کہتا ہے۔ اس معاملے پر اس عدالت نے ٹائٹل آئل ملز کمپنی لمیٹڈ بمقابلہ ٹائٹل آئل ملز کمپنی لمیٹڈ میں غور کیا ہے۔ اس کے کارکنان اور دیگر ((1960) 1 ایس سی آر 1) اور جو ہمیں دیکھنا ہے وہ یہ ہے کہ آیا اس معاملے میں فیصلے کے مطابق، اپیل کنندہ کا کچھ رقم کو غیر معمولی آمدنی کے طور پر کاٹنے کا دعویٰ درست ہے۔ اپیل کنندہ کے معروف وکیل نے اس سلسلے میں چار نکات پر زور دیا ہے۔ پہلی شے کا تعلق اس کے 3.47 لاکھ کے مجموعے سے ہے۔ کہا جاتا ہے کہ یہ سال کی آمدنی نہیں تھی اور اس لیے مجموعی منافع تک پہنچنے میں اسے دھیان میں نہیں رکھنا چاہیے تھا۔ اس آئٹم کے حوالے سے صحیح موقف واضح نہیں ہے اور کسی بھی صورت میں ٹریبونل کے سامنے پیش ہونے والے اپیل کنندہ کے وکیل نے تسلیم کیا کہ رقم کو منافع سے نہیں کاٹا جاسکتا۔ اس رعایت کے پیش نظر ہم اس رقم کو غیر معمولی آمدنی کے طور پر کٹوتی کی اجازت دینے کے لیے تیار نہیں ہیں۔ دوسری شے اس کی ہولڈنگ پرنسپل ایجنسی کی وجہ سے دوسری کمپنیوں کے ساتھ اپیل کنندہ کی طرف سے بیمہ پر حاصل کردہ چھوٹ کے سلسلے میں 1.76 لاکھ روپے کی رقم ہے۔ ظاہر ہے کہ یہ اپیل کنندہ کے بیمہ کاروبار کا حصہ ہے اور اس سلسلے میں کام مکمل طور پر اپیل کنندہ کے بیمہ محکمہ کے ذریعے سنبھالا جاتا ہے؛ اس طرح ٹریبونل اس رقم کو غیر معمولی آمدنی کے طور پر اجازت نہ دینے میں درست تھا۔ تیسری چیز غیر ملکی زر مبادلہ کے لین دین پر حاصل ہونے والے 3.33 لاکھ روپے کی رقم ہے۔ یہ لین دین اپیل گزار کے کاروبار کے معمول کے دوران کیے جاتے ہیں۔ جیسا کہ ٹریبونل نے صحیح طور پر نشاندہی کی ہے، اگر ان لین دین پر نقصان ہوتا تو یہ یقینی طور پر مجموعی منافع کو کم کرنے کے لیے جاتا۔ اگر کوئی منافع ہوتا تو اسے مد نظر رکھنا پڑتا کیونکہ یہ اپیل گزار کے معمول کے کاروبار سے پیدا ہوا ہے۔ اس لیے ٹریبونل اس رقم کو غیر معمولی آمدنی کے طور پر اجازت نہ دینے میں درست تھا۔ آخری آئٹم 9.78 لاکھ روپے کی رقم ہے جو سرکاری ایجنسیوں اور دیگر تنظیموں کے ذریعے بیرون ملک مینوفیکچررز کے ساتھ براہ راست لین دین پر کمیشن ہے۔ ایسا لگتا ہے کہ اپیل کنندہ ہندوستان میں بعض غیر ملکی مینوفیکچررز کا واحد ایجنٹ ہے اور یہاں تک کہ جب مینوفیکچررز کے ساتھ براہ راست لین دین کیا جاتا ہے تو اپیل کنندہ کو اس طرح کے لین دین پر کمیشن ملتا ہے۔ ٹریبونل نے فیصلہ دیا ہے کہ اگرچہ لین دین براہ راست غیر ملکی مینوفیکچررز کے ساتھ کیا گیا تھا، لیکن جواب دہندگان کو یہ پوچھنے کا حق ہے کہ کمیشن کو مد نظر رکھا جائے کیونکہ جواب

دہندگان نے سامان کی خدمت کی اور دوسرے کام کیے جس سے ایسا کاروبار اپیل گزار تک پہنچا۔ ایسا لگتا ہے کہ اس بات کا کوئی براہ راست ثبوت نہیں ہے کہ آیا یہ مخصوص سامان جس پر یہ کمیشن حاصل کیا گیا تھا، اپیل کنندہ کے ذریعہ بھی ہندوستان میں فروخت ہونے والے دیگر سامان کی طرح مفت خدمت کی گئی تھی۔ ہم نے فریقین کے ماہر وکیل سے پوچھا کہ اس طرح کے سامان کی مفت خدمت کے معاملے میں صحیح پوزیشن کیا ہے۔ تاہم تعلیم یافتہ وکیل اس بات پر متفق نہیں ہو سکا کہ صحیح موقف کیا تھا۔ ہمیں ایسا لگتا ہے کہ اگر ان اشیا کی خدمت بھی مفت یا چارجز کے لیے کی جاتی ہے لیکن اسی طرح جیسے اپیل کنندہ ہندوستان میں فروخت کرتا ہے، تو جواب دہندگان کو یہ پوچھنے کا حق ہے کہ ان اشیا پر کمیشن سے ہونے والی آمدنی کو مد نظر رکھا جائے۔ تاہم چونکہ اس نکتے پر کوئی قطعی ثبوت موجود نہیں ہے ہم یہ نہیں بتا سکتے کہ اس طرح کے کمیشن کو ہمیشہ مد نظر رکھا جانا چاہیے۔ اس کے ساتھ ہی، جہاں تک اس مخصوص سال کا تعلق ہے، ہمیں اس رقم کو اپیل کنندہ کے طور پر مد نظر رکھنا ہوگا جس کا فرض ٹریبونل کو مطمئن کرنا تھا کہ یہ غیر معمولی آمدنی تھی جو ان اشیا کی خدمت کے حوالے سے مناسب ثبوت پیش کرنے میں ناکام رہی ہے۔ اس کردار کے دعوے کو ہمیشہ ٹریبونل کے اطمینان کے لیے ثابت کیا جانا چاہیے۔ ان حالات میں ہمیں ٹریبونل کے حکم میں مداخلت کرنے کی کوئی وجہ نظر نہیں آتی جہاں تک اس کے حکم کے اس حصے کا تعلق ہے۔

سرمایہ اور ورکنگ کیپٹل پر اجازت شدہ سود کے حوالے سے اپیل کنندہ کی جانب سے دو دیگر نکات پر زور دیا گیا ہے۔ ٹریبونل نے سرمائے پر معمول کے مطابق چھ فیصد اور ورکنگ کیپٹل پر چار فیصد کی اجازت دی ہے۔ اپیل کنندہ نے دونوں صورتوں میں زیادہ شرح پر سود کا دعویٰ کیا۔ ہم ٹریبونل سے اتفاق کرتے ہیں کہ اپیل کنندہ کو ریٹرن کی کسی بھی زیادہ شرح کی اجازت دینے کی کوئی خاص وجہ نہیں ہے۔

یہ ہمیں جواب دہندگان کی طرف سے اٹھائے گئے اعتراضات کی طرف لے جاتا ہے۔ اہم اعتراض ٹریبونل کی طرف سے انکم ٹیکس کے طور پر دی گئی 4.4 لاکھ روپے کی رقم پر ہے، جو کہ پچھلے سال کے حوالے سے کہا جاتا ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اپیل کنندہ کے اکاؤنٹنگ سال اور مالیاتی سال کے درمیان فرق ہے۔ تنازعہ کے مخصوص سال میں ٹیکس کی شرح میں اضافہ ہوا جس کے نتیجے میں اضافی ادائیگی ہوئی جو اس سال ادا کرنی پڑی۔ ان خاص حالات میں، اس لیے ٹریبونل نے اس رقم کی اجازت دی اور ہمیں اختلاف کرنے کی کوئی وجہ نظر نہیں آتی۔

اس کے بعد یہ استدعا کی جاتی ہے کہ ٹریبونل نے پیشگی چارج کے طور پر گریجویٹ کی فراہمی کے لیے 4.76 لاکھ روپے کی رقم کی اجازت دی تھی۔ یہ واضح طور پر غلط ہے، جیسا کہ اس عدالت نے ایسوسی ایٹڈ سیمنٹ کمپنیز کیس (1959) ایس سی آر 923 میں نشاندہی کی ہے کہ فل بینچ فارمولے میں پیشگی چارج کی کوئی نئی اشیاء شامل نہیں کی جاسکتی ہیں، حالانکہ دستیاب اضافی رقم کی تقسیم کے وقت ایسے معاملات، جیسے کہ گریجویٹ اور ڈپنچر ریڈیمپشن فنڈ کی فراہمی کو مد نظر رکھا جاسکتا ہے۔ یہ کھاتوں سے متعلق اعتراضات کو نمٹاتا ہے۔

جواب دہندگان کی جانب سے دو دیگر نکات پر زور دیا گیا ہے۔ وہ (1) سیلز مین اور (2) اپرنٹس کے حوالے سے ہیں۔ ٹریبونل نے ان دونوں زمروں کو اپنے ذریعے دیے گئے بونس کے ایوارڈ سے خارج کر دیا ہے۔ جواب دہندگان کا کہنا ہے کہ انہیں بھی شامل کیا جانا چاہیے تھا۔ ہماری رائے ہے کہ اس سلسلے میں ٹریبونل کا فیصلہ درست ہے۔ جہاں تک سیلز مینوں کا تعلق ہے، ٹریبونل نے دیگر ٹریبونلوں کے متعلقہ فیصلوں کا جائزہ لیا ہے اور اس نتیجے پر پہنچا ہے کہ جن سیلز مینوں کو سیلز پرمکیشن دیا جاتا ہے ان کے ساتھ بونس کے معاملے میں دوسرے کارکنوں کے برابر سلوک نہیں کیا جاتا ہے۔

یہ بھی پایا گیا ہے کہ سیلز مینوں کے ذریعے کیا جانے والا علمی کام چھوٹا اور ان کے فرض کے مطابق اتفاق ہے؛ اس لیے سیلز مینوں کو صنعتی تنازعات ایکٹ کے معنی میں مزدور نہیں ٹھہرایا گیا ہے۔ ٹریبونل نے نشاندہی کی ہے کہ سیلز مین کے معاملے میں کمیشن اوسطاً تقریباً 1,000 روپے فی ماہ ہوتا ہے اور اس لیے ان کی کل تنخواہیں کافی ہیں۔ اس کے علاوہ، فروخت پرمکیشن ادا کیے جانے والے سیلز مین پہلے ہی منصفانہ بنیاد پر اپیل کنندہ کے منافع میں حصہ لے چکے ہیں اور اس لیے انہیں منافع کے دستیاب سرپلس میں سے مزید بونس دینے کا کوئی جواز نہیں ہے۔ جہاں تک اپرنٹسوں کا تعلق ہے، ٹریبونل نے فیصلہ دیا ہے کہ ان کے اور اپیل کنندہ کے درمیان معاہدے کی ایک مقررہ مدت ہوتی ہے جس کے ذریعے انہیں بونس حاصل کرنے سے خارج کیا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ، جیسا کہ اپیل کنندہ نے نشاندہی کی ہے، اپرنٹس محض اپنی نوکریاں سیکھ رہے ہیں اور اپیل کنندہ کو ان کی تربیت پر خرچ کرنا پڑتا ہے اور وہ شاید ہی اپیل کنندہ کے منافع میں حصہ ڈالتے ہیں۔ اس لیے اپرنٹس کے حوالے سے ٹریبونل کا نظریہ بھی درست ہے۔

اب ہم ایسوسی ایٹڈ سیمنٹ کمپنیز کیس ((1959) ایس سی آر 923) کے فیصلے کے مطابق دستیاب سرپلس کے حساب کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ ٹریبونل کی طرف سے پایا گیا مجموعی منافع اس بات کے پیش نظر ہوگا جو ہم نے کسی بھی فریق کی طرف سے چینج کردہ مختلف آئٹمز کے حوالے سے کہا ہے۔ حساب کا چارٹ اس طرح ہوگا:

لاکھوں میں	
109.97	مجموعی منافع
3.28	کم فرسودگی
106.69	بقیہ
54.20	کم انکم ٹیکس @51.5 فیصد
52.49	بقیہ
7.50	کم ڈیویڈنڈ ٹیکس، ویلتھ ٹیکس وغیرہ۔
44.99	بقیہ
13.20	6 فیصد پر سرمایہ پر کم واپسی۔
31.79	بقیہ
1.66	ورکنگ کیپٹل پر 4 فیصد پر کم منافع۔
30.13	دستیاب سرپلس

اس میں سے ٹریبونل نے جواب دہندگان کو بونس کے طور پر پانچ ماہ کی بنیادی اجرت کی اجازت دی ہے جو 1 لاکھ روپے سے کم ہے۔ ان حالات میں یہ نہیں کہا جاسکتا کہ ٹریبونل کا فیصلہ جائز نہیں ہے۔ ہمیں نہیں لگتا کہ ٹریبونل نے جو حکم دیا ہے اس سے زیادہ کچھ دینے میں ہم جائز ہوں گے، کیونکہ اپیل کنندہ کو گریجویٹ کے لیے فنڈ فراہم کرنا پڑتا ہے، کیونکہ یہ ایک نیا ادارہ ہے جس نے دوسرے ادارے کے پرانے ملازمین کو اپنے

قبضے میں لے لیا جب اسے شروع کیا گیا تھا اور اس طرح گر پچوٹی کے لیے اس کی زیادہ ذمہ داری ہے جو دوسری صورت میں ہوتی۔ اس لیے ہماری رائے ہے کہ ٹریبونل کا پانچ ماہ کی بنیادی اجرت کو متنازعہ سال کے لیے بونس کے طور پر دینے کا فیصلہ برقرار رہنا چاہیے۔ اس لیے ہم دونوں اپیلوں کو مسترد کرتے ہیں۔ ان حالات میں ہم اخراجات کے حوالے سے کوئی حکم نہیں دیتے۔

اپیلیں مسترد کر دی گئیں۔